

# ییبیا میں اسلامی قانون کا نفاذ

کنرل معمر القذافی کی قیادت میں ییبیا کو اسلام کی تجربہ گاہ بنانے کی عظیم اشان کوشش  
 (از جناب خلیل حامدی صاحب)

یہ مضمون کویت کے ہفت روزہ المجتہم اور ییبیا کے ماہنامہ الھدٰی الاسلامی سے لیا گیا ہے۔  
 ییبیا میں کنرل معمر القذافی کی قیادت میں جو جبریت انگیز اصلاحی انقلاب برپا ہو رہا ہے اس کی خبریں  
 وقتاً فوقتاً عالمی اخبارات میں چھن چھن کر آتی رہتی ہیں مگر چونکہ بین الاقوامی خبر رساں ادارے اور اخبارات  
 ان طاقتوں کے ہاتھ میں ہیں جو اسلام سے شدید عناد رکھتی ہیں اور اسلام کے احیاء کا نام سنتے ہی برا فرختہ  
 ہو جاتی ہیں اس لیے ییبیا کے اصلاحی انقلاب کی صحیح تصویر مسلم دنیا کے سامنے نہیں آرہی ہے۔ ہم یہ مفصل  
 معلومات پہلی مرتبہ پاکستان کے قانون دان طبقوں اور اسلام دوست حضرات کے سامنے رکھ رہے ہیں  
 تاکہ انہیں اپنے ملک کی تعمیر نو کے خطوط وضع کرنے میں اپنے بھائی اور دوست ملک سے کچھ رہنمائی  
 حاصل ہو سکے۔

یہ مضمون تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ ایک ابتدائی رپورٹ ہے جو ییبیا کی عدالت عالیہ کے  
 چیف جج جناب علی علی منصور نے ییبیا کی انقلابی کونسل کو پیش کی ہے۔ اس رپورٹ میں انہوں نے قانون  
 دان ہونے کی حیثیت سے اس امر پر بحث کی ہے کہ اگر ییبیا کے اندر اسلامی قانون نافذ کیا جائے تو اس  
 کے لیے کیا طریق کار اختیار کرنا چاہیے اور متوقع مشکلات کو کس طرح حل کرنا چاہیے۔ یہ رپورٹ نہایت  
 اہم اور عملی اور مثبت تجاویز پر مشتمل ہے۔

دوسرا حصہ انقلابی کونسل کے ایک حکمنامہ پر مشتمل ہے۔ عدالت عالیہ کے چیف جج کی طرف سے  
 جب مذکورہ بالا رپورٹ انقلابی کونسل کو پیش کی گئی تو کونسل نے رپورٹ کی بیان کردہ تجاویز و تدابیر کے  
 مطابق اسلامی قانون کے نفاذ کے لیے بلا تاخیر عملی اقدام کر دیا اور فوراً ایک حکمنامہ جاری کر دیا جس کی

رُو سے اس مبارک انقلاب کا آغاز ہو گیا۔ اس حکمنامے کے اجراء ہم نے نقل کر دیئے ہیں۔ قارئین اس حکمنامے کے مطالعہ سے اندازہ لگالیں گے کہ لیبیا کے اندر اس وقت کس طرح ارباب قضا و قانون، علماء فقہ و شریعت اور اصحاب علم و فکر حرکت میں آچکے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر ملت اسلامی کی کیسی خوش قسمتی ہوگی کہ اہل علم قدیم و جدید کی بحثوں کو چھوڑ کر عصر حاضر میں اسلامی نظام حیات کے قیام پر متفق اور ہم آواز ہو جائیں۔ غیر احمد انقلابی کونسل ہی کی ایک توضیحی یادداشت ہے۔ یہ یادداشت انقلابی کونسل نے اسلامی قانون کے حکمنامے کے ساتھ آویزاں کر دی ہے۔ انقلابی کونسل کے ارکان اور انقلابی کونسل کے سربراہ کرنل قذافی شریعت اسلامی کے بارے میں جس ایمان و یقین سے برنبر و سرشار ہیں اُس کی جھلک یادداشت کے اندر دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ یادداشت معذرت خواہانہ انداز سے کوسوں دور ہے۔ اس کا مطالعہ ایمان کے اندر جوش و ولولہ اور شریعت اسلامی کے بارے میں مسلمان کے اندر غیر معمولی محبت و وارستگی کے جذبات ابھارتا ہے۔ ذیل میں مضمون کی تینوں کڑیاں ترتیب وار درج کی جاتی ہیں۔

### (۱) عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کی ابتدائی رپورٹ

اسلامی فقہ کی حقیقت | اسلام ایک جامع اصطلاح ہے۔ یہ عقیدہ و شریعت اور دینی معاملات اور دنیاوی امور پر عادی ہے۔ قرآن اُس آخری شریعت کا ماخذِ اول ہے جس میں وہ تمام اصولی احکام نازل کر دیئے گئے ہیں جو عبادات اور معاملات سے متعلق ہیں۔ قرآن کریم کے اصولی ضابطے ایک طرف یہ واضح کرتے ہیں کہ خالق کے ساتھ انسان کا تعلق کس طرح کا ہونا چاہیے، دوسری طرف یہ بتاتے ہیں کہ جس معاشرے کے اندر انسان جیتا ہے اُس کے ساتھ اُسے کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے، اور تیسری طرف یہ رہنمائی بھی فراہم کرتے ہیں کہ اسلامی ریاست کو دوسری ریاستوں کے ساتھ جنگ اور صلح دونوں حالتوں میں کس طرح معاملات استوار کرنے چاہئیں۔ قرآن کریم نے ان اصولی ضابطوں کے سوا دیگر تمام امور اجتہاد کے لیے چھوڑ دیئے ہیں تاکہ زمانے اور مقام کی ضروریات کے مطابق انہیں طے کیا جانا رہے۔

اجتہاد کی کوششیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں شروع ہو گئی تھیں اور صحابہ کرام اور ان کے بعد تابعین کے دور میں ان کے اندر غیر معمولی ترقی ہوئی۔ چنانچہ ان اجتہادات کی بدولت اسلامی تاریخ کے اندر ایسا عظیم قانونی سرمایہ وجود میں آ گیا جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اس سرمائے کا جائزہ

یہی تو معلوم ہو گا کہ یہ ان تمام مسائل کا آسان ترین اور اعلیٰ ترین حل پیش کرتا ہے جو افراد کو باریاستوں کو مختلف رنگ میں پیش آتے رہے ہیں۔ اس فقہی نظام کو جو کئی مسکوں پر مشتمل ہے اسلامی شریعت کہا گیا ہے فقہی مسک کثیر تعداد میں ہیں۔ بیس سے بھی زیادہ ہیں۔ ان میں اہل سنت کے چاروں مسک یعنی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی بھی شامل ہیں۔ علاوہ ازیں شیعہ کے دونوں مذہب اثنا عشری اور زیدی اور مذہب اباضیہ دھوارج، اور مذہب ظاہری بھی ان میں شامل ہیں۔ یہی وہ آکھوں مذہب ہیں کہ جب پچھلے عرصہ میں مصر کے اندر اسلامی فقہ کی انسائیکلو پیڈیا کی تدوین شروع ہوئی تو صرف ان آکھوں مذہب ہی کو اس کا دار و مدار قرار دیا گیا۔

فقہ اسلامی کی تدوین جدید | بے شک مختلف معاشروں اور مختلف ماحول میں نئے نئے حالات اور مسائل سر اٹھاتے رہتے ہیں اور مختلف زمانوں اور مختلف مقامات میں ہر مسئلہ کے لیے مناسب فیصلہ تلاش کرنا ماہرین فقہ کے لیے بیک وقت مشکل ہے۔ کیونکہ عہدِ حاضر میں ماہرین فقہ بالعموم کسی ایک ہی مذہب کے اندر تخصص حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح اجتہاد کی شرائط اور دونوں اساسی ماخذوں قرآن اور سنت، سے احکام کا استنباط اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ تمام علوم دین پر گہری اور جامع بصیرت حاصل کی جائے۔ فقہ کے مذاہب اور علوم کو ٹپڑھا جائے، اصولی قانون کا علم حاصل کیا جائے، علم حدیث، علوم لغت اور منطق اور کلام کے علوم پر کامل نظر ہو۔ دورِ حاضر میں دین اور شریعت کے علماء کے اندر ان تمام شرائط کا بدرجہ وافر پایا جانا سخت دشوار ہے۔ شریعت اسلامی کا اصل الاصول یہ ہے کہ شریعت کے بنیادی ضابطوں کی پوری پابندی کے ساتھ ساتھ لوگوں کی مصلحتوں کا لحاظ بھی کیا جائے اور انہیں تنگی میں مبتلا نہ کیا جائے۔ چنانچہ ان تمام پہلوؤں کے مد نظر ہمارا اور ہمارے موجودہ قانون ساز ادارے کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ ان احکام اسلامی کا ایک مجموعہ کوڈ، مدون کیا جائے جو موجودہ زمانے میں انسانوں کی مصلحتوں کو پورا کرتے ہوں۔ یہ مجموعہ مرتب اور مہذب و فعات کی شکل میں ہو۔ اور اسی انداز میں قوانین کو مختلف گروپوں میں ڈھالا جائے جس طرح عصری قوانین مختلف مجموعوں میں ملتے ہیں تاکہ لوگوں کے لیے ان قوانین کا جاننا اور ان کی پابندی کرنا آسان ہو جائے۔ اور زحموں کو بھی یہ سہولت حاصل ہو جائے کہ وہ پیش آمدہ قضیوں کے لیے آسان راستے سے صحیح حکم تک پہنچ سکیں۔

اس وقت ہمارے سامنے اس موضوع پر ایک بڑی کامیاب کوشش ہے۔ یہ کوشش انیسویں صدی کے آخر میں مرحوم محمد قدری پاشا نے دین و شریعت کی خدمت کے باب میں انجام دی ہے۔ مرحوم نے مذہبِ حنفی کی رو سے شخصی قانون ڈریپسنل لاء کو دفعہ وار اور باب وار مدقون کر دیا اور اسے ”مرشد المجہولان فی معرفۃ احوال الانسان“ کے نام سے شائع کر دیا۔ اسی طرح انہوں نے وقف کے احکام کو بھی بن بن وقت علی الافراد اور رفاہی وقف و دونوں شامل میں مرتب و مدقون کر دیا۔ ان کی کتاب ”قانون العدل والانصاف فی حل مشکلات الاتحاف“ اسی کوشش اور محنت کا نتیجہ ہے۔

اسلامی قانون کے نفاذ کے مختلف طریقے | گذشتہ بحث کی روشنی میں ذہن کے اندر چند تدابیر اور تجاویز وارد ہوتی ہیں، انہیں ہم ذیل میں بیان کریں گے، اور پھر الگ الگ ان پر تبصرہ کریں گے اور ان کا جائزہ دیں گے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان میں سے صحیح ترین اور سہل ترین تدبیر کو اختیار کر لیں۔ وہ تدابیر و تجاویز مختصراً یہ ہیں:

۱۔ یا تو شریعتِ اسلامی کے تمام احکام کو قانونی دفعات میں مرتب کر دیا جائے اور یوں ان کے نفاذ کی راہ ہموار کر دی جائے۔ ساتھ ہی ایک فوری حکمنامے کے ذریعے مروج قوانین کو منسوخ قرار دے دیا جائے۔ یا

۲۔ یسیا کی انقلابی کونسل کی جانب سے ایک حکم نامہ صادر کیا جائے جس میں اسلامی شریعت کو جمہوریہ یسیا کے اندر قانون سازی کا واحد ماحذ قرار دے دیا جائے۔ اور جموں پر لازم کر دیا جائے کہ وہ مروجہ قوانین میں سے جو قانونِ شریعت کے احکام اور اس کے اصولی ضابطوں کے خلاف پائیں اسے نافذ نہ کریں۔

۳۔ یا پھر شریعتِ اسلامی کے احکام کو بتدریج نافذ کیا جائے اور اس کی عملی صورت یہ ہو کہ موجودہ قوانین کو باقی تو رکھا جائے لیکن ساتھ ہی ان کے الفاظ و روح کا جائزہ لینا شروع کر دیا جائے۔ ان میں سے جو چیز اسلامی شریعت کے اساسی قواعد کے خلاف ہو اسے چھانٹ دیا جائے اور ایسے ترمیمی قوانین صادر کیے جائیں جو انہیں اسلامی شریعت کے مطابق کرتے جائیں۔

۴۔ اگر مذکورہ تیسری تدبیر کو اختیار کر لیا جائے تو پھر فوری تجویز یہ ہے کہ انقلابی کونسل ایک حکمنامہ صادر کر دے جس میں اعلان کر دیا جائے کہ شریعتِ اسلامی آج سے تمام ملکی قوانین کا واحد بنیادی

ماخذ ہوگی۔

اب ہم اوپر کی تمام تدابیر پر الگ الگ بحث کرتے ہیں :

پہلی تدبیر یہ ہے کہ شریعت کے تمام احکام کے نفاذ کی تہدید کے طور پر انہیں مدقن کر لیا جائے اور ساتھ ہی ایک حکمنامہ جاری کر کے موجودہ قوانین کو منسوخ کر دیا جائے۔ یہ تدبیر پہلی نظر میں تو برسی خوشنما اور مثالی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے طریقہ نفاذ پر بھی غور کر لیا جائے۔ یہ سوچا جاسکتا ہے کہ اس تدبیر کا نفاذ یوں ہو کہ انقلابی کونسل قرار داد صادر کر کے یہ فیصلہ کر دے کہ موجودہ قوانین منسوخ کر دیئے جاتے ہیں اور ان کی جگہ اسلامی شریعت کے احکام نافذ کیے جاتے ہیں۔ لیکن بیک جنبش قلم رائج قوانین اور موجودہ قانونی نظام کو کوئی متبادل فراہم کیے بغیر منسوخ کر دینا ناممکن ہے۔ متبادل سے مراد ایسا مکمل اور منضبط قانونی نظام ہے جو شریعت اسلامی سے ماخوذ ہو، اور وکلاء اور جج اس کی طرف فوری طور پر رجوع کر سکیں۔ کیونکہ معاشرے کو قانونی لحاظ سے کسی صحراء یا خلا میں یکا یک چھوڑ دینا ناقابل فہم بات ہے۔ لہذا یہ ناگزیر ہے کہ پہلے بلا تاخیر احکام شریعت کی تدوین کا آغاز کر دیا جائے۔

یہ کام سرانجام دینے کے لیے ناگزیر ہے کہ متعدد کمیٹیاں تشکیل دی جائیں اور ہر کمیٹی ایسے ارکان پر مشتمل ہو جن میں علمائے شریعت بھی شامل ہوں اور عصری قوانین کے ایسے ماہرین بھی جو دونوں علوم یعنی موجودہ قوانین میں بھی درک رکھتے ہوں اور علوم شریعت میں بھی انہیں دسترس حاصل ہو۔ ہر کمیٹی مخصوص نوعیت کے قوانین کی تدوین کرے۔ چنانچہ ایک کمیٹی شریعت کے ان احکام کی جمع و تدوین کرے جن کو عصری اصطلاح میں "انٹرنیشنل پبلک لا اور پرائیویٹ لا" کہا جاتا ہے۔ شریعت اسلامی میں ایسے احکام کو مغازی یا سیر کہتے ہیں۔ دوسری کمیٹی ان احکام کو مدقن کرے جنہیں "پبلک لا" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ دو قسموں پر مشتمل ہے: دستوری قانون اور تنظیمی قانون۔ تیسری کمیٹی کے ذمے یہ کام لگایا جائے کہ وہ ان احکام کا مجموعہ تیار کرے جنہیں موجودہ اصطلاح میں دیوانی اور تجارتی قانون اور فقہی اصطلاح میں معاملات کہا جاتا ہے، اور چوتھی کمیٹی اس امر کے لیے ہو کہ وہ ان احکام کو چھانٹے اور مدقن کرے جنہیں آج کل فوجداری قانون کہا جاتا ہے اور شریعت اسلامی انہیں حدود اور تعزیرات سے موسوم کرتی ہے۔

بہتر یہ ہے کہ یہ کمیٹیاں کسی ایک فقہی مذہب میں مقید نہ ہوں۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ امام مالک کے مذہب کا التزام ضروری ہے کیونکہ جمہوریہ یسیر اور شمالی افریقہ کے دوسرے ممالک میں یہی مذہب رائج ہے تو پھر یہ نہایت ضروری ہے کہ اس بنیادی پابندی کے ساتھ دوسرے فقہی مذاہب میں سے کم از کم وہ پہلو اختیار کرے جو انسانی مشکلات کے لیے سہل ترین حل پیش کرتے ہیں کیونکہ اسلامی شریعت کا سب سے اہم مطالبہ یہ ہے کہ انسانوں کی مصلحتوں کا لحاظ کیا جائے اور رفع خراج کا راستہ اختیار کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ** اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا ہے، نیز اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ: **مَا جَعَلَ عَلَيْكُمُ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ** اللہ نے دین کے بارے میں تمہیں تنگی میں نہیں ڈالا، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **يسروا ولا تعسروا** (تم انسانوں کے لیے سہولتیں پیدا کرو، انہیں تنگی میں مبتلا نہ کرو)۔ یہ بات بھی نہایت معروف و مشہور ہے کہ ائمہ مذاہب کا فروعی مسائل کے اندر اختلاف بنندگان خدا کے لیے ایک رحمت ہے تمام ائمہ نے قرآن اور سنت کے عمومی احکام ہی سے مختلف مسائل اخذ کیے ہیں۔ بلاشبہ یہ وہ پہلو ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی شریعت کو زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جاسکتا ہے لیکن یہ پہلو بھاری بھر کم کوشش اور طویل مدت کا محتاج ہے۔ اور یہ بھی لازم ہے کہ اس کام کے لیے جسے منتخب کیا جائے وہ اپنے ایمان و ضمیر کے مطابق اس کی افادیت کا قائل ہو، اپنی اس کوشش کو جہاد فی سبیل اللہ سمجھتا ہو، اور اسے اعلیٰ کلمۃ اللہ کا ایک حصہ تسلیم کرتا ہو۔ اس کام کے لیے میں نے محنت اور وقت کی جو شرط بیان کی ہے اس کی قریب ترین مثال یہ ہے کہ مصر میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کا کام یہ تھا کہ وہ اسلامی شریعت کے احکام کو سامنے رکھ کر ایک متفقہ شخصی قانون مرتب کرے۔ چنانچہ اس کمیٹی نے شادی، طلاق، نسب، وراثت، وقف، وصیت اور ولایت علی المال اور ولایت علی النفس وغیرہ کے احکام کی جمع و تدوین کی۔ اور پورے چھ سال تک عفری کرتی رہی۔ وہ پندرہ ارکان پر مشتمل تھی جن میں مختلف فقہی مذاہب کی نمائندگی کرنے والے ازہری علماء بھی تھے اور جدید ماہرین قانون بھی جنہیں شریعت اسلامی سے بھی آگاہی تھی اور موجودہ قوانین میں بھی نگاہیں حاصل تھی۔ چنانچہ ایک ہی شعبہ قانون کی تدوین کرنے کے لیے اس بھاری بھر کم ٹیم کو بھی چھ سال صرف کرنے پڑے اب دوسری تدبیر کو بھیجیے یعنی انقلابی کونسل یہ حکم جاری کر دے کہ جمہوریہ یسیر میں اسلامی شریعت قانون سازی کا واحد بنیادی ماخذ ہوگی اور جج آئندہ اس امر کا لحاظ رکھیں گے کہ رائج قوانین کے اندر جو

چیز بھی اسلام کے اصولی احکام کے منافی ہوگی اُس سے استثناء نہیں کریں گے۔ پہلی تدبیر کی بنسبت دوسری تدبیر کی خوبی یہ ہے کہ اس کا اہراء فوری طور پر کیا جاسکتا ہے۔ اور اُس طویل مدت سے بچا جاسکتا ہے جو پہلی تدبیر کے لیے درکار ہے کیونکہ پہلی تدبیر میں تو شریعت سے اخذ کردہ قوانین کا پہلے ایک مجموعہ تیار کرنا ہوگا اور پھر اُسے موجودہ قوانین کی جگہ جاری کرنا ہوگا۔ لیکن دوسری تدبیر پر مختلف اعتراضات وارد ہوتے ہیں اور اس کے نفاذ کے لیے بھی متعدد مشکلات اُٹے آتی ہیں مثلاً

۱۔ اس طرح ہم حجوں کے کاندھوں پر وہ بوجھ ڈال دیں گے جو ان کی برداشت سے باہر ہے کیونکہ حج کو یہ جاننے کے لیے کہ رائج الوقت قانون کا کونسا حصہ احکام شریعت سے کس حد تک مطابقت رکھتا ہے متعلقہ حصے کو ذہن میں رکھ کر مختلف اسلامی مذاہب کے اندر وہ تمام مقامات کھنگالنے ہوں گے جہاں اس حصے سے ملتا جلتا حکم پایا جاتا ہو اور پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ جدید قانون کا زیر غور جز اسلامی حکم سے کس حد تک مطابقت رکھتا ہے اور کس حد تک مخالفت۔ موجودہ حجوں کے اندر ایسے افراد بہت قلیل ہیں جو اسلامی شریعت کا علم رکھتے ہوں۔ اور وہ قلیل تعداد بھی وہ ہے جس نے تعلیم لاکاجوں میں حاصل کی ہے اور جس نے اسلامی شریعت کا بھی زیادہ تر وہی حصہ پڑھا ہے جو شخصی قوانین سے بحث کرتا ہے۔ اس طرح موجودہ شرعی عدالتوں کے اکثر و بیشتر شرعی قاضیوں نے مالکی مذاہب کے علاوہ دوسرے مذاہب کی تعلیم حاصل نہیں کی ہے۔ اس لیے ان کے لیے بھی یہ مہم سخت کٹھن ہوگی۔

۲۔ ایسی ہی مشکل اور تنگی میں عوام الناس اور وکلاء بھی مبتلا ہو جائیں گے۔ اور صورت واقعہ یہ بنے گی کہ جس شخص کو بھی کوئی قضیہ درپیش ہو وہ اُسے عدالت تک لے جانے سے پہلے یہ دیکھنا چاہے گا کہ اُس میں اُس کی کامیابی کا کیا کچھ احتمال ہے۔ لہذا خود اُسے اور اس کے وکیل کو بھی یہ کھوج کرید کرنی ہوگی کہ مختلف فقہی اور شرعی آراء اُس قضیہ کے بارے میں کیا ہیں۔ اور اگر کوئی مناسب راستے مل بھی گئی تو اس امر کا بھی امکان ہے کہ قاضی اُسے قبول کرنے سے انکار کر دے اور یہ قرار دے کہ ایک دوسرے فقہی مذاہب کی رائے مدعی کی رائے سے زیادہ عاقلانہ ہے۔

۳۔ علاوہ ازیں اس امر کا امکان ہے کہ ایک ہی قضیہ کے اندر فقہ کے رائج اور مرجوح اقوال کے اندر حجوں کی آراء میں اختلاف پیدا ہو جائے اور اس کے نتیجے میں ایک ہی معاملے کے اندر عدالتوں فیصلے باہم متصادم اور متناقض ہو جائیں۔



۴۔ یہ مشکلات کلیتہً ختم نہیں ہو سکتیں خواہ انقلابی کونسل کا حکمنامہ دوسرے تمام مذاہب کو ترک کر کے صرف امام مالک کے مذہب کی پابندی کا مکتف کرتا ہو۔ قطع نظر اس کے کہ ایک ہی مذہب کی پابندی بجائے خود تنگی اور حرج سے خالی نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ زیر بحث تدبیر میں پیش آسکنے والی مشکلات اور صعوبتیں یہ تقاضا کرتی ہیں کہ وہ تمام ضوابط جن کی لوگ پابندی کریں اور جنہیں حج نافذ کریں مدون اور مرتب ہونے چاہئیں۔ مگر وہ ہمارے پاس مدون و مرتب ضوابط موجود نہیں ہیں۔

تیسری تدبیر میں تدریج کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ شاید اس تیسری تدبیر سے بیشتر ان صعوبتوں کا جو سابقہ دو تدبیروں میں بیان کی گئی ہیں ازالہ ہو سکتا ہے۔ اس تدبیر کے قابل ذکر پہلو یہ ہیں:

۱۔ تدریج اختیار کرنا اور چھلانگ لگا دینے کے طریق کار سے اجتناب کرنا۔ تدریج وہ سنت الہی ہے جو خود کائنات کی تخلیق میں کار فرما ہوئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو چھ روز میں پیدا کیا ہے۔ یہ چھ روز ہم اپنے دنیوی ایام پر قیاس نہیں کر سکتے یہی وجہ ہے کہ بعض علماء نے چھ روز سے مراد چھ ادوار ہے ہیں بشرعی احکام کے نزول میں بھی اللہ تعالیٰ کی سنت نے تدریج کو ملحوظ رکھا ہے۔ قرآن یکبارگی جبریل علیہ السلام کے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے تحت قرآنی احکام و آیات انسانوں کی ضرورت کے مطابق اور پیش آمدہ مشکلات کے ازالہ کی خاطر ٹکڑوں کی شکل میں نازل ہوئیں۔ بلکہ لوگوں سے حرج کو دور کرنے اور ان کے دلوں میں اسلام کی محبت اور رغبت پیدا کرنے کے لیے ایک ہی مسئلہ کے اندر ایک ہی حکم تدریج کے ساتھ نازل ہوا۔

اس کی سب سے بہتر مثال حُرمتِ شراب ہے۔ شراب اہم الکبانہ ہے۔ جاہلیت کے اندر اس کا رواج عام تھا۔ اسلام نے اسے یکبارگی حرام نہیں ٹھہرایا کیونکہ یہ انسانوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ عہدِ رسالت کے آغاز میں مسلمان اسے پیتے رہے اور انہیں نظر انداز کیا جاتا رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پہلے پہل کھجوروں اور انگوروں کا ذکر کیا اور فرمایا وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا (کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم نشہ بھی حاصل کرتے ہو اور رزقِ حسن بھی) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ضمناً اشارہ فرما دیا کہ نشہ آور چیز پسندیدہ رزق نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ آیت نازل ہوئی جس میں نشہ کی حالت میں نماز کے قریب جانے سے منع کیا گیا تھا ارشاد ہوا کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ



سَكَاتِي حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ رُفْعِ نَازِکِ قَرِیبِ نہ جاؤ جب تم شے کی حالت میں ہو تا کہ تم جو کچھ نماز میں کہہ رہے ہو اسے جانتے رہو۔ اس آیت کے بعد بعض اچلے صحابہ یہ سوچنے لگے کہ نماز سے پہلے شراب سرے سے پی ہی نہ جاتے تو بہتر ہے۔ چونکہ نمازیں پانچ ہیں، اور اوقات نماز کے وقفے بڑے نہیں ہوتے۔ اس لیے صحابہ دن کے وقت شراب پینے سے بالکل رک گئے۔ اور پینے والے صرف رات کو پیتے۔ اس کے بعد صحابہ کے اندر یہ سوال اٹھ کھڑا ہوا کہ کیا شراب حلال ہے یا حرام؟ اس سوال کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ یَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا دلوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ ان دونوں کے اندر بہت بڑا گناہ ہے لوگوں کے لیے فوائد بھی ہیں لیکن ان دونوں کا گناہ ان کے فائدہ سے زیادہ بڑا ہے ۲۔ اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ کی اکثریت قرآنی ادب کی پیروی میں شراب پینے سے کلیتہً باز آگئی۔ اور لوگوں کے دل اس بات کے لیے پوری طرح آمادہ ہو گئے کہ شراب کو مکمل طور پر معاشرے کے اندر ختم کر دیا جائے۔ یہ ذہنی اور قلبی آمادگی پیدا کرنے کے بعد اللہ کا حکم نازل ہو گیا کہ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ۔ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقَعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُمْ مُنْتَهُونَ (شراب، جو، استھان اور تیز ناپاک چیزیں اور شیطان کا فعل ہیں۔ تم ان سے بچو تا کہ تمہیں فلاح حاصل ہو شیطان تمہارے اندر شراب اور جوئے کے ذریعہ عداوت اور بغض ڈال دینا چاہتا ہے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دینا چاہتا ہے۔ پس کیا تم ان بُرے کاموں سے رک جاؤ گے؟)۔

میں یہاں یہ اشارہ بھی کر دوں کہ تدریج کے لیے جتنا کچھ وقت درکار ہے اس سے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ لیبیا کے مروجہ قوانین جن قانونی ضابطوں پر مشتمل ہیں وہ فوجداری قانون کے سوا مصر کے قوانین سے ماخوذ ہیں۔ اور ان میں سے اکثر شریعت اسلامی کے ضابطوں سے متعارض نہیں ہیں۔ پیچھے میں یہ بیان کر چکا ہوں کہ جب مصر میں سول عدالتیں قائم کی گئیں تھیں تو ان کے لیے جو قانونی مجموعہ وضع کیا تھا وہ فرانس کے نپولین کوڈ سے اخذ کیا گیا تھا نپولین کوڈ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ امام مالک کے مذہب سے متاثر ہے۔ بہر حال جب سول عدالتوں کے لیے قانونی سفارشات خدیو مصر کو پیش کی گئیں تو اس نے ان سفارشات کو ملکی قانون کی حیثیت دینے سے پہلے انہیں ازہر

کے سپرد کر دیا۔ اذہر کے علماء نے ایک کمیٹی قائم کی جس میں مذاہب اربعہ کے علماء شامل تھے۔ اس کمیٹی نے ان سفارشات پر نظر ثانی کی۔ اور ایک رپورٹ تیار کی جس میں واضح کر دیا کہ ان سفارشات کے اندر کچھ دفعات ایسی ہیں جو مذاہب اربعہ میں سے کسی نہ کسی مذہب کے موافق ہیں، اور کچھ دفعات ایسی ہیں جن کی بنیاد مذاہب اربعہ میں سے کسی میں موجود نہیں ہے لیکن وہ مصالحِ مُرسلہ کے تحت آجاتی ہیں۔ مصالحِ مُرسلہ کو شریعت نے مباح قرار دیا ہے تاکہ لوگوں کو تنگی سے بچایا جائے اور ماضی میں جو مشکلات پیدا نہ ہوتی ہوں اور اب پیدا ہو چکی ہوں اُن کے ازالہ کی صورت نکالی جائے۔

مثلاً ہمارے موجودہ فوجداری قانون میں اسلامی شریعت کے خلاف جو اجزاء پائے جاتے ہیں اگر ہم انہیں یکجا کر کے مرتب کر لیں تو پھر ہمارے لیے آسان ہو گا کہ ہم الاقدم فالآقدم کے اصول کے تحت ان میں تبدیلیوں کو یکے بعد دیگرے بروئے کار لانا شروع کر دیں گے مثلاً ہم پہلے شراب نوشی کی منرا کے اندر اسلامی شریعت کے مطابق ترمیم کر دیں۔ اگلے مرتبے میں ہم شریعت کے احکامِ قصاص کو لے لیں اور یسیا کے فوجداری قانون کے اندر مطلوبہ ترمیم کر دیں۔ شریعت کے قانونِ قصاص اور یسیا کے مروجہ فوجداری قانون میں بہت معمولی اختلاف ہے جسے ہم باسانی دور کر سکتے ہیں۔ پھر مرتبے میں قذف کے قانون کو اسلام کے قانون سے ہم آہنگ کر دیں۔ اور چوتھے مرتبے میں چوری کی منرا کو یسیا جو کہ قطع ید ہے۔ اور یہ دیکھیں کہ چوری کی بڑی بڑی داراتوں میں کہاں کہاں اس منرا کو نافذ کیا جائے۔ شریعت نے چوری کی منرا کے لیے ایک نصابِ معین کر دیا ہے جس سے کم کی چوری پر قطع ید کی منرا نہیں دی جاتی۔ علاوہ ازیں شریعت نے اس باب میں اور بھی متعدد شرائط قائم کی ہیں جن کا لحاظ کیا جانا ضروری ہے۔ یہ خیال بھی رہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے محط کے سال میں چور کی حد مقرر کر دی تھی۔ حضرت عمرؓ کے اس اقدام سے فقہائے اسلام نے یہ مسئلہ مستنبط کیا کہ چور کا ہاتھ اس وقت کاٹا جائے گا جبکہ ریاست تمام باشندوں کی بقدر کفایت کفالت کی ذمہ داری ادا کر رہی ہو۔ بقدر کفایت سے مراد ہر فرد کے لیے بنیادی ضروریات غذا، لباس اور مکان کی فراہمی ہے۔ زنا کی حد اس وقت ثابت اور قائم ہو سکتی ہے جب کہ زانی خود اقرار کرے، یا وہ عینی شہادتیں فراہم ہوں جن کا مطالبہ شریعت کرتی ہے۔ تاہم کے باقی احکام کو اس طرح تبدیل کر دیا جائے کہ ایک مرد کا غیر عورت کے ساتھ ہر قسم کا تعلق قابلِ منرا ہو۔ خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ، اور خواہ انہوں نے باہم رضامندی سے زنا کا ارتکاب کیا ہو۔

کیونکہ اسلامی شریعت ہر شکل میں زنا کو حرام قرار دیتی ہے۔

شرعی حدود کے علاوہ دوسرے جتنے جرائم ہیں انہیں شریعت تعزیرات کے ضمن میں شمار کرتی ہے اور ان کا معاملہ دلی الامریٰ یعنی ریاست کی حکمران طاقت یا قاضی پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ یسیا کے موجودہ قوانین کی اکثر نفوس اس بارے میں شریعت سے متعارض نہیں ہیں لیکن بایں ہمہ انہیں شریعت سے زیادہ سے زیادہ ہم آہنگ کرنے کے لیے مزید تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ تیسری تدبیر یعنی تدریج اختیار کرنے سے ہم تعصب کے الزام سے بھی بچ جاتے ہیں۔ اگرچہ اس بارے میں کسی الزام یا پھبتی کا کوئی خوف نہیں ہے کیونکہ ہم اپنے دین کے احکام کی پیروی کر رہے ہیں اور اپنی اس شریعت پر عمل درآمد کر رہے ہیں جو اللہ کی طرف سے اپنی مخلوق کے لیے سب سے بہتر مشعل ہدایت ہے۔

۳۔ تدریج کی خرمیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس سے وہ مقصد بھی حاصل ہوگا جس کا حصول مطلوب ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ محفوظ و مامون طریقے سے اللہ کے نازل کردہ قانون کو مدافعتیہ بنایا جائے۔ اس غرض کے لیے معمولی قوانین کے اندر ضروری ترمیمیں صادر کی جائیں۔ اور انہیں صادر کرنے سے پہلے خوب بحث و تمحیص سے کام لیا جائے، اور احکام شریعت میں سے ان پہلوؤں کا انتخاب کیا جائے جو زیادہ سے زیادہ مناسب ہوں اور یسیا کے باشندوں اور یسیا کے معاشرے اور ماحول کے لیے زیادہ سے زیادہ موزوں ہوں۔ اور پھر ان ترمیموں اور تبدیلیوں کو زیادہ سے زیادہ پرامن، سکون آمیز اور اثر آفرین طریقے سے رُو عمل لایا جائے۔

۴۔ ایک اور اہم خوبی تدریجاً تبدیلی میں یہ پائی جاتی ہے کہ اس سے موجودہ عدالتی نظام اپنے دونوں حصوں شرعی اور ملکی سمیت قائم رہے گا۔ اس لیے کہ موجودہ وقت میں ان دونوں میں سے کسی ایک کو فی الفور منسوخ کر دینا طرح طرح کے اعتراضات اور مشکلات کو جنم دے گا۔ اور یوں بات اصل فائدے سے تجاوز کر جائے گی۔ اصل چیز یہ ہے کہ رائج الوقت قانون میں مکمل شرعی تبدیلیاں عمل میں لائی جائیں۔ ان تبدیلیوں کو خواہ سول جج نافذ کرے یا قاضی شرع دونوں پہلو برابر ہیں

۵۔ اس تدبیر کی رُو سے جب تدریج اپنے مقصود اصلی تک پہنچ جائے گی اور موجودہ غیر الہی قوانین کو تمام و کمال الہی قوانین سے بدل دیا جائے گا تو اس وقت ہم بڑی سہولت کے ساتھ دونوں

انگ انگ عدالتی نظاموں یعنی شرعی نظام اور ملکی نظام کو باہم مدغم کر کے انہیں یکجا کر دیں گے۔ اور ملک کے اندر ایک ہی عدالتی نظام قائم ہو جائے گا۔ اور یہ کہنے کا موقع نہ ملے گا کہ یسیا میں قضاۃ شرعی کو غسون کر دیا گیا ہے یا ملکی قانون کو ختم کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس نوعیت کی سخن تراشی کا موقع ہم کسی کو نہ دیں اس تجویز کو نافذ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک اعلیٰ سطح کی کمیٹی قائم کی جائے جو یسیا کے اندر مروجہ قوانین کا جائزہ لے اس کمیٹی کے اندر مختلف سب کمیٹیاں تشکیل دی جائیں جو اعلیٰ کمیٹی کی نگرانی اور نگرانی میں کام کریں۔ ہر سب کمیٹی کو مروجہ قوانین میں سے مخصوص نوعیت کے قوانین کے لیے مختص کر دیا جائے، وہ کمیٹی ان قوانین کا مکمل جائزہ لے اور یہ نمایاں کرے کہ ان میں کون کون سا قانون شریعت کے احکام کے خلاف ہے پھر ان مخالف شریعت قوانین کو ان کی حیثیت و اہمیت کے لحاظ سے تقسیم کرے اور اہم خالصتہم کے اصول کے تحت ترمیم کے لیے ان کی درجہ بندی کرے، اور پھر خود ہی ان کے لیے ترمیمات تجویز کرے۔ اگر اس کام کو کم از کم وقت میں سرانجام دینا مقصود ہے تو چند اور سب کمیٹیاں وجود میں آجانی چاہئیں، اور اعلیٰ سطح کی کمیٹی ان کے لیے طریق کار وضع کر دے اور متواتر ان کے کام کی نگرانی اور پیروی کرتی رہے۔ اور خود اعلیٰ کمیٹی کو انقلابی کونسل کے ساتھ اس حیثیت سے کہ وہ اس وقت ملک کا قانون ساز ادارہ ہے، اور صدر مملکت کے ساتھ اس حیثیت سے کہ وہ وزراء کی کونسل کا صدر اور انقلابی کونسل کا سربراہ ہے دائمی رابطہ رکھنا چاہیے۔ اسی غرض کے تحت وزیر انصاف کے ساتھ بھی اعلیٰ کمیٹی کا رابطہ قائم رہنا چاہیے۔

قبل اس کے کہ اعلیٰ کمیٹی اور اس کی سب کمیٹیاں اپنے کام سے فارغ ہو جائیں اور قانونی ترمیمات پے درپے صادر ہونا شروع ہو جائیں بہتر ہوگا (اور یہ خود انقلابی کونسل اور عوام کی بھی پرزور خواہش ہے) کہ فی الفور انقلابی کونسل کی طرف سے ایک قرار داد صادر ہو جسے دستوری اعلان کا نکتہ بنایا جائے اور جس میں یہ بیان کر دیا جائے کہ آج سے جمہوریہ یسیا کے اندر اسلامی شریعت ہی ہر نوعیت کی قانون سازی کا بنیادی ماخذ ہوگی، اور تمام وزراء اور ادارے آئندہ جو بھی نیا قانون یا حکم جاری کریں گے انہیں اس امر کا خیال رکھنا ہوگا۔ یہ بھی اس قرار داد میں بتا دیا جائے کہ اسلامی قانون کے نفاذ اور موجودہ غیر اسلامی قوانین کے اندر تبدیلیوں کو بروئے کار لانے کے لیے اعلیٰ سطح کی کمیٹی قائم کی جائے گی جو متعدد سب کمیٹیوں پر مشتمل ہوگی۔ اس قرار داد کے ساتھ اور کمیٹی شخصی قوانین سے متعلق متفرق

شرعی احکام کو مدون کرنا شروع کر دے اور انہیں ایک متفقہ قوانین کی شکل میں ڈھال دے جو شادی بیاہ، طلاق، نسب، وراثت، وقف، ولایت علی المال، ولایت علی النفس اور وصیت وغیرہ جملہ احکام پر حامی ہوں۔ اس طرح کا ایک خاکہ تمام اور مصر میں تیار کیا جا چکا ہے۔ یہاں اُس پر فوری نظر ثانی کی جاسکتی ہے اور لیبیا کے حالات کے مطابق اُسے درست کیا جاسکتا ہے۔ اور یوں اسلامی نظامِ حیات کے پاکیزہ کارواں کا سفر بلا تاخیر شروع ہو سکتا ہے۔

دالجمعہ کویت، ۱۱ اپریل ۱۹۷۲ء

(۲)

## انقلابی کونسل کا حکمنامہ

یہ حکمنامہ دس دفعات پر مشتمل ہے۔ اس کے اہم اجزاء یہ ہیں :

انقلابی کونسل دستوری اعلان نمبر ۱۱ مجریہ ۱۹۶۹ء سے آگاہی حاصل کرنے اور تنظیم دعوتِ اسلامی کے قیام کے قانون نمبر ۵۸ ۱۹۷۱ء سے آگاہی حاصل کرنے اور اسلام کے شخصی قوانین کا جامع قانونی خاکہ تیار کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل کرنے سے متعلق انقلابی کونسل کے ریگولیشن مجریہ ۲۴ مارچ ۱۹۷۱ء سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد اور عرب وفاق کے دستور کی دفعہ ۶ کی توثیق کی خاطر اور انقلابی کونسل کے سربراہ کے معروضے کے بموجب

\_\_\_\_\_ انقلابی کونسل یہ حکمنامہ جاری کرتی ہے :

عرب جمہوریہ لیبیا روحانی اقدار کی توثیق کرتی ہے اور شریعتِ اسلامی کو قانون سازی کا بنیادی ماخذ قرار دیتی ہے۔

\_\_\_\_\_ آئندہ جو قوانین، حکم نامے اور فیصلے جاری ہوں گے اُن میں شریعتِ اسلامی کے اساسی اصولوں کی پابندی لازمی ہوگی۔

\_\_\_\_\_ ایسی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں گی جو مروجہ قوانین کا جائزہ لیں اور ایسی ترمیمات تجویز کریں جو موجودہ خود ساختہ قوانین کو اسلامی شریعت کے مطابق کر دیں۔

\_\_\_\_\_ یہ کمیٹیاں ان تمام قوانین کو چھانٹ لیں گی اور انہیں جمع کریں گی جو اسلامی شریعت کے قطعی احکام اور اساسی قواعد سے متعارض ہوتے ہیں۔ اور اس تعارض کو زائل کرنے کا کام کریں گی۔ اور اس غرض

کے لیے وہ متبادل قوانین مرتب کریں جنہیں وہ فقہ اسلامی کے مختلف مذاہب سے اخذ کریں گی۔ اس اختیار و انتخاب میں وہ مفاد عامہ کے تقاضوں اور ملک کے اندر رائج الوقت عرف کی رعایت کرتے ہوئے سہل اور آسان پہلوؤں کو ترجیح دیں گی۔

قوانین کی چھان بھٹک اور نظر ثانی کے لیے ذیل کے موجب ایک اعلیٰ کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے:

۱۔ جناب علی علی منصف چیف جسٹس عدالت عالیہ۔ صدر

۲۔ عبدالعزیز نجار، جج عدالت عالیہ رکن

۳۔ محمد عبدالعزیز عزوز، جج عدالت عالیہ رکن

۴۔ شیخ عبی محمود سکریٹری جنرل تنظیم دعوت اسلامی، رکن

۵۔ شیخ العربی الاحرش۔ طرابلس کے شرعی کورٹ

آف اپیل کے چیف جسٹس رکن

۶۔ رمضان رقص نبغازی کے سول کورٹ آف اپیل کے چیف جسٹس، رکن

۷۔ عبدالعزیز ہندی۔ طرابلس کے سول کورٹ آف اپیل کے جج، رکن

۸۔ عادل محمود عبدالباتی۔ انقلابی کونسل کے سکریٹریٹ کے

قانونی مشیر رکن

۹۔ عید السلام ابو طلاق نبغازی کے شرعی کورٹ آف اپیل

کے چیف جسٹس رکن

یہ اعلیٰ کمیٹی وہ اصولی اور بنیادی ضوابط وضع کرے گی جو قوانین کی نظر ثانی کے وقت پیش نظر رکھے جائیں گے۔ نیز ان ذیلی کمیٹیوں کا طریق کار اور لائحہ عمل مقرر کرے گی اور ان کے کام کی نگرانی کرے گی جنہیں وہ خود تشکیل کرے گی۔

یہ ذیلی کمیٹیاں جو تجاویز اور قانونی خاکے تیار کریں گی اعلیٰ کمیٹی ان پر نظر ثانی کرے گی اور انہیں آخری قانونی شکل دے گی۔

ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے جو دیوانی قوانین، تجارتی اور بحری قوانین اور قانون مراعات کا جائزہ لے گی۔ اس کمیٹی کا ڈھانچہ یہ ہے:

- ۱۔ عبدالحمید العیض، جج عدالت عالیہ صدر
  - ۲۔ احمد الطشانی طرابلس کے سول کورٹ آف اپیل کے چیف جج، رکن
  - ۳۔ شیخ محمد ابو حلیفہ بنغازی کے شرعی کورٹ آف اپیل کے چیف جج، رکن
  - ۴۔ خلیفہ الغزوانی امارتی جنرل رکن
  - ۵۔ کامل مقہور ایڈووکیٹ رکن
  - ۶۔ ابراہیم الغویل ایڈووکیٹ رکن
  - ۷۔ امام شمس، طرابلس کے سول کورٹ آف اپیل کے جج رکن
  - ۸۔ امین فتح اللہ، منصوبہ بندی کے مشیر رکن
  - ۹۔ ڈاکٹر محمد عبدالحلیم اساتذہ شعبہ اسلامیات، یسویا یونیورسٹی رکن
- ایک اور ذیلی کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے جو فوجداری قوانین کا جائزہ لے گی۔ اس کمیٹی کا ڈھانچہ

یہ ہے:

- ۱۔ محمد سعید عیسی، جج عدالت عالیہ صدر
  - ۲۔ محمد جالی بنو نسیہ، طرابلس کے کورٹ آف اپیل کے چیف جسٹس رکن
  - ۳۔ احمد الطاہر الزاوی، کورٹ آف اپیل طرابلس کے جج رکن
  - ۴۔ الصدیق عبدالرحمن نصر، پراسیکیوٹر جنرل رکن
  - ۵۔ حسن البادی یورنس ایڈووکیٹ رکن
  - ۶۔ ڈاکٹر عبدالعزیز عامر، اساتذہ شعبہ اسلامیات، یسویا یونیورسٹی، رکن
- اسلام کے شخصی قوانین کا ایک جامع قانونی خاکہ مدون کرنے کے لیے جو کمیٹی ۲۴ مارچ ۱۹۷۱ء کو تشکیل دی جا چکی ہے وہ اپنا کام جاری رکھے گی اور اپنے کام کی رپورٹ اعلیٰ کمیٹی کو پیش کرے گی۔
- ان تمام کمیٹیوں کی مدد کے لیے ایک ٹیکنیکل سکرٹریٹ قائم کر دیا گیا ہے جس میں دارالافتاء کے دو مشیر سہنگے اور دوسرا ضروری عملہ۔ نیز انقلابی کونسل نے کونسل ہی کے ایک رکن کو یہ ذمہ داری سونپ دی ہے کہ وہ مذکورہ تمام کمیٹیوں کے کاموں کی سرپرستی کرے اور عدالت عالیہ کے بجٹ میں سے اس کے لیے نفع کے مالی مسارف ادا کرنے کے احکام جاری کرے۔



یہ حکمنا مہ جس روز صادر ہوا ہے اسی روز سے نافذ العمل ہوگا اور سرکاری گزٹ میں شائع کیا جائیگا  
دستخط ارکان انقلابی کونسل

سکرٹل مقرر القذافی پرنسپل ڈینٹ کونسل آف منسٹرز

والہدی الاسلامی، یسبیا۔ دسمبر ۱۹۷۱ء

(۳)

## انقلابی کونسل کی توضیحی یادداشت

اسلامی شریعت اسلامی ممالک پر بالعموم اور عرب ممالک پر بالخصوص تقریباً چودہ صدیوں تک  
حکمرانی کرتی رہی ہے اور توقع بھی یہی تھی کہ ان ممالک پر ان قوانین کی قطعاً حکمرانی نہ ہونے پائے گی جو  
انسانوں کے گھڑے ہوئے ہوں اور اس شریعت کے خلاف ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے  
مقرر فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (جو  
لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ ظالم ہیں، اور بعد کی آیات میں کہا گیا ہے کہ وہ  
فاسق ہیں اور وہ کافر ہیں۔

۱۹۲۱ء میں استعمار نے اسلامی خلافت کی بساط لپیٹ ڈالی۔ برطانیہ نے عراق، اردن، فلسطین اور مصر میں  
ڈیرے ڈال دیے اور فرانس مغرب عربی، تونس، الجزائر اور مراکش، اور شام پر چھا گیا۔ یہاں تک کہ یسبیا کے لیے  
بھی فرانس کی آتش حرس و آرز بھڑک اٹھی۔ مگر یسبیا کے عوام کی مزاحمت اور یہی زعماء کے جہاد پیہم کی وجہ سے  
فرانس پورے تیس سال تک ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود یسبیا میں اپنے پاؤں نہ جما سکا۔ بہر حال مسلم اور  
عرب ممالک کے اندر استعمار کے اتر جانے کے ساتھ ہی ان ممالک میں استعمار کے خود ساختہ قوانین اور نظام  
حیات فروغ تمدن کی آڑ میں اسلام، شریعت پر غالب آنے لگے غیر ملکیوں کے لیے ترجیحی نظام نے اس  
فساد کی مزید پشت پناہی کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شرعی عدالتوں کا نفوذ جنہیں ملک پر عمومی اقتدار حاصل تھا سڑ گیا  
اور ان کا دائرہ کار صرف مسلمانوں کے شخصی قوانین کی حد تک رہ گیا۔

مگر اب وقت آگیا ہے کہ حق اپنی سابقہ شان و شوکت بحال کرے اور اسلامی قانون اپنے مختلف  
فقہی مذاہب کے ساتھ غلبہ و فروغ پائے اور یسبیا کے اندر شریعت اسلامی ہی تمام قوانین و احکام کی بنیادی  
ماخذ بنے۔ چنانچہ یسبیا انقلاب نے اس کام کو سرانجام دینے کا مستحکم ارادہ کر لیا ہے۔ انقلابی کونسل نے اپنے



وہ ان تمام مشکلات و آلام کے ازالہ کے لیے جو انسان کو قیامت تک پیش آ سکتے ہیں، اپنے اندر بہتر سے بہتر اور سہل سے سہل حل رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وحی الہی دو قسم کے فقہی اور قانونی احکام لے کر نازل ہوئی ہے۔ اور وہ دونوں قسمیں یہ ہیں :

۱۔ قطعی احکام جو ایسے مسائل کے بارے میں نازل ہوئے جو زمانے اور مقام اور ماحول کی تبدیلی سے متاثر نہیں ہوتے۔ یہ احکام ایسی محکم اور معین شکل میں نازل ہوئے کہ انسانی عقل کے لیے ان کے اندر کسی نوع کا اجتہاد کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ عقائد اور عبادات پر مشتمل احکام اسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔  
۲۔ وہ احکام جو دنیا کے معاملات اور انسانوں کے مسائل سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کی حالت یہ ہے کہ وہ زمانے اور مقام کے حالات کی تبدیلی سے متاثر ہو جاتے ہیں، اور عرف اور ماحول کے اختلاف اور ان کے مخصوص مصالح کے دباؤ سے بدل جاتے ہیں۔ اس نوع کے معاملات کے بارے میں شریعت نے صرف اصولی قواعد و ضوابط وضع کرنے پر اکتفا کیا ہے اور فروعی احکام انسانی اجتہاد پر چھوڑ دیئے ہیں۔ شریعت کا یہ موقف انسان کے غیر معمولی احترام پر مبنی ہے اور اسے حالات و مصالح کے ساتھ ہم آہنگ رکھنے کی ایک تدبیر ہے۔

خلفائے راشدین کے مجموعی اجتہادات اور ان کے بعد فقہائے اسلام کی اجتہادی کاوشوں کے اسلامی فقہ کی تشکیل ہوئی۔ اسلامی فقہ ہمارا ایسا بہترین قانونی اور شرعی سرمایہ ہے جس کی نظیر نہ قدیم دنیا میں ملتی ہے اور نہ جدید دنیا میں۔ خود دنیا کے انسانی قوانین کے وضعین نے فقہ اسلامی کی اس امتیازی خوبی کی شہادت دی ہے۔ بیسویں صدی کے قانونی نظریات میں سب سے جدید ترین نظریہ یہ ہے کہ انسان اپنے حق کو اس شکل میں استعمال نہ کرے جس سے دوسرے کا نقصان ہو۔ ایسی صورت میں وہ دوسرے کے نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔ اس نظریہ کو فرانسیسی قانون دان "ABUSIDE DROIT" سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض اور قانونی نظریات کو عہد حاضر کا تحفہ قرار دیا جاتا ہے۔ مثلاً یہ نظریہ کہ منہگامی حالات معاہدات پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور ان میں تبدیلی کر سکتے ہیں یا انہیں ختم کر سکتے ہیں۔ یا یہ نظریہ کہ اسی شخص پر کوئی ذمہ داری ڈالی جاسکتی ہے جو اس کا اہل ہوگا اور اہل ہونے کی صورت میں اگر وہ ذمہ داری میں کوتاہی کرے گا تو منہگامی مستوجب ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ مغربی قانون دانوں نے جب ان نظریات کو بیان کیا تو یہ سمجھا کہ وہ خود ان نظریات کے موجد اور واضع ہیں۔ مگر جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ یہ نظریات فقہ اسلامی کے اندر پائے جاتے ہیں اور فقہائے علم

ہونے دیا۔ اب ہمارے لیے یہ بالکل غلط اور معیوب بات ہوگی کہ ہم اس قانونی سرمائے سے مالا مال ہوتے ہوئے بھی دوسروں کے سامنے دستِ گدائی دراز کریں۔ اور معزز اور باوقار سرہار ہو کر بھی لٹیروں کے دستِ خزانوں کے طفیل بنیں۔ خدا! استعمار اور اس کے ساختہ و پر واختہ عناصر کو غارت کرے کہ یہ طفیلی بننے کی ذہنیت انہی کی پیدا کردہ ہے۔

اسلامی شریعت کے بارے میں ہم نے اوپر جو کچھ بیان کیا ہے یہ کوئی باعثِ تعجب بات نہیں ہے یہ آسمانی شریعت ہے۔ یہ اس خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو انسانوں کا خالق ہے اور وہ بہتر جانتا ہے کہ انسان کے لیے دینی لحاظ سے اور دنیاوی لحاظ سے کونسی چیز موزون اور مناسب ہے ھُوَ الَّذِیْ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی رِبِّہٖ وَہِیْ خَدَاسَہٗ جِسْنِ ہر چیز کو تخلیق کا جامہ پہنایا اور پھر اس کی رہنمائی فرمائی اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَ اللّٰطِیْفُ الْخَبِیْرُ کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے حالانکہ وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے، یہ بات کوئی انہی بات نہیں ہے کہ خالق نے جو قانون تجویز فرمایا ہے وہ نہایت کامل و مکمل ہے، اور مخلوق جن قوانین کو خود گھڑتی ہے وہ ناقص اور ادھورے ہیں ۚ وَیَذِکُّ اللّٰہُ لَیْسَ بَیْنَکُمْ وَبَیْہِمْ سُنَنٌ اَلَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَیَنْتُوبُ عَلَیْکُمْ ۗ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (اللہ! تمہارے لیے امرِ حقینیت کو واضح کر دے اور تم سے پہلے گزری ہوئی امتوں کے طریقے کی طرف تمہاری سزاؤں کرے اور تم پر مہربان رہے اور اللہ سب کچھ جانتا اور دانتا ہے)۔

اوپر جو کچھ بیان کیا جا چکا ہے انقلابی کونسل اس پر پورا پورا ایمان رکھتی ہے اور اسے یہ یقین کامل حاصل ہے کہ جس وقت انسان اپنے رب اور خالق کے قانون کی طرف لوٹ آئے گا وہ موجود دنیا کو انکار کی کشمکش، نظریات کے تکلیف دہ مظاہروں اور مذاہب کی معاندانہ ستمانیوں سے نجات دلانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ کیونکہ اس وقت دنیا کو مشکلاتِ زندگی کا نہایت کامیاب علاج میسر آ جائے گا اور وہ اسلام کی اس شریعت سے بہرہ مند ہو جائے گی جس کے اصول و وسیع انظرف، جس کے مفادِ انسانیّت نواز، جس کی قوانین تازہ دم اور جس کے قوانین بلند و بے لوث ہیں۔ انقلابی کونسل اپنے اسی ایمان و یقین سے سرشار ہو کر یہ تاریخی حکمنامہ صادر کر رہی ہے اس نے شریعتِ اسلامی کے احکام کے نفاذ کے لیے تدریج کا نظریہ اختیار کیا ہے۔ اس کی صورت یوں ہوگی کہ عدالتوں کے اندر اس وقت جو قوانین رائج ہیں وہ سب درست باقی رہیں گے مگر فی الفور ساتھ ہی ان کی چھان پچھک شروع کر دی جائے گی اور ان میں سے ان قوانین کو الگ کر لیا جائے گا جو اسلام کے قطعی احکام اور شریعتِ اسلامی کے بنیادی ضابطوں کے خلاف ہیں اور انہیں تبدیل کرنے کے لیے اسلامی قوانین کے اجراء کا کام شروع ہو جائے گا۔

انقلابی کونسل نے ۲۴ مارچ ۱۹۷۱ء کو ایک فرمان جاری کیا تھا جس کی رو سے اسلام کے پرنسپل لاکی تدوین کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی کے ذمے یہ کام سونپا گیا کہ وہ اسلام کے پرنسپل لا کا ایک جامع قانونی خاکہ تیار کرے۔ یہ کمیٹی اپنی مفوضہ مہم میں مشغول ہے۔ ہمارا اگلا قدم یہ ہوگا کہ ہم یہودیوں کے عدالتی نظام کو یکجا کر دیں گے اور شرعی اور ملکی قانون کی تفریق ختم کر دیں گے۔ اور آئندہ قاضی شرع اور عدلیہ کے جج دونوں خدا کے نازل کردہ احکام کے تحت فیصلے صادر کریں گے ان شاء اللہ

یہودیوں کا انقلاب اپنے اس نچتہ غزم اور اٹل فیصلے کا اعلان کیسے دیتا ہے کہ یہودیوں کے اندر اسلامی قانون کا نفاذ انجام پذیر ہو کر رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا کلمہ اور اللہ کے اوامر سر بلند ہو جائیں۔ اور غیر اللہ کی آواز پست ہو کر رہ جائے۔ انقلابی کونسل کو یہ قطعاً پروا نہیں ہے کہ خود ساختہ قوانین کے بعض علمبردار اور ان کے منتشر تین ہم سفر اللہ کی قائم کردہ حدود کا اتہار کر رہے ہیں، اور دشمنان اسلام کا ایک گروہ اسلامی حدود و تعزیرات اور اسلامی معاملات و احکام کے بارے میں طرح طرح کے شکوک پھیلا رہا ہے اور اقترا پروازیاں کر رہا ہے۔ انقلابی کونسل حق کو حق ثابت کرنے اور باطل کو باطل ٹھہرانے کے لیے اور ادا امر الہی کی تنقید کے لیے یا وہ گویوں پر کان دھرے بغیر اپنے راستہ پر گامزن رہے گی۔ اَمَّنْ اَسَسْ بُنْيَانَهُ عَلَى تَقْوٰی مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٍ اَمْ مِّنْ اَسَسْ بُنْيَانَهُ عَلَى شَفَا حُجْرٍ ۚ هَآءِذَا نَحَارُ بِرَيْبٍ فِیْ نَارٍ جَهَنَّمَ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظَّالِمِیْنَ لَا یَدْعٰۤی بُنِیَانُهُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّا اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ۔ (تمہارا کیا خیال ہے کہ بہتر انسان وہ ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی رضا کی طلب پر رکھی ہو یا وہ جس نے اپنی عمارت ایک وادی کی کھوکھلی بے ثبات گھر پر اٹھائی اور وہ اُسے لے کر سیدھی جہنم کی آگ میں جاگری؟ ایسے ظالم لوگوں کو اللہ کبھی سیدھی راہ نہیں دکھاتا یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے، ہمیشہ ان کے دلوں میں یقینی کی ٹھرنی رہے گی۔ بجز اس کے کہ ان کے دل ہی پارہ پارہ ہو جائیں۔ (اللہ نہایت باخبر اور حکیم و دانا ہے)۔

# مطبوعات

**تلاش حق | تالیف :** امام ابو حامد محمد الغزالی : شائع کردہ محکمہ اوقات پنجاب لاہور۔ قیمت تین روپے۔  
یہ کتاب امام غزالی کی المنقذ من الضلال کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کے مترجم جناب ڈاکٹر خالد حسن قادری ہیں جو لندن یونیورسٹی میں اردو کے لیکچرار ہیں۔ اردو ترجمہ کو حسبتہ حسبتہ دیکھنے سے اندازہ ہوا ہے کہ ترجمہ شگفتہ اور دلچسپ ہے۔ مترجم نے بعض جگہ دقیق بحثوں کو خوش اسلوبی سے نبھایا ہے۔ کتاب ٹائپ میں چھپی ہے۔ امید ہے اہل ذوق اس کی قدردانی کا حق ادا کریں گے۔

**الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (عربی) | تالیف:** شاہ ولی اللہ دہلوی، شائع کردہ محکمہ اوقات پنجاب قیمت پچھپے۔  
شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کا یہ رسالہ ہندوپاک میں خاص شہرت رکھتا ہے اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ کے عنوان سے اس کا اردو ترجمہ چھپ چکا ہے۔ اس کا عربی ایڈیشن برسوں سے نایاب تھا۔ محکمہ اوقات نے اس سے بڑی محنت اور ذوق و شوق سے چھاپا ہے۔ کاغذ اور طباعت کا معیار عمدہ ہے۔ عربی ٹائپ اور سورت بھی دیدہ زیب ہے۔ مقدمے میں جناب ڈاکٹر رشید جالندھری صاحب نے یہ خبر بھی سنائی ہے کہ محکمہ اوقات شاہ ولی اللہ کی دوسری تصانیف بھی چھاپنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ بیشک محکمہ اوقات کی یہ خدمت ملت اسلامیہ کے حق میں بڑی مفید ہوگی۔  
**فیصلہ ہفت مسئلہ | تصنیف:** حاجی امداد اللہ جہا جرنل شائع کردہ محکمہ اوقات پنجاب۔

یہ کتاب بچہ جو طباعت اور کاغذ کے لحاظ سے نہایت خوبصورت اور دیدہ افروز ہے، اس میں مصنف رحمہ اللہ علیہ نے اختصار کے ساتھ مسائل کی شرعی نوعیت بیان کی ہے، ایک مولود شریف، دوسرا فاتحہ مروجہ، تیسرا عرس اور سماع، چوتھا غیر اللہ کو پکارتا، پانچواں جماعت ثانیہ اور چھٹا اور ساتواں امکان نظیر و امکان کذب۔ حاجی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے مصلحت اور حکمت کے پہلو کا لحاظ کرتے ہوئے ان مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ ان میں مولود شریف، مروجہ فاتحہ اور عرس و سماع کے مسائل پر حاجی صاحب مرحوم کی تشریحات پڑھنے کے قابل ہیں بلکہ ہم خود محکمہ اوقات کے ذمہ داروں کو بھی مشورہ دیں گے کہ وہ اپنے شائع کردہ رسالے کو خود بھی پڑھیں اور پھر یہ جانزہیں کہ کیا ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، محکمہ اوقات کا عمل اس کے مطابق ہے یا برعکس۔